بسم اللہ الرحمن الرحیم

1974 کی کارروائی۔ اللہ وسایا صاحب کے ایک اداریہ پر تبصرہ

(از مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

رسالہ ختمِ نبوت کے ستمبر 2013 کے شمارے میں اللہ وسایا صاحب نے ایک اداریہ تحریر کیا ہے اور اس میں 1974 میں قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی شائع ہونے والی کارروائی کے بارے میں کچھ دعاوی کیے ہیں۔ اور اس میں جماعتِ احمدیہ کے وفد پر کئی الزامات لگائے ہیں اور یہ عذر پیش کیا ہے کہ اس کارروائی کے دوران قادیانیوں نے چالاکی کر کے اٹارنی جنرل صاحب کو کئی حوالے پڑھنے نہیں دیئے تھے اور اس کی وجہ اس صحیح حقیقت سامنے نہیں آئی۔ اور انہوں نے اپنی ایک کتاب "قومی تاریخی دستاویز۔1974 قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی۔" کے بارے میں بھی کچھ دعوے کیے ہیں۔ ان کے بارے میں حقیقت حال جاننے کے لیے پس منظر کو جاننا ضروری ہے۔

1974 میں آئین میں دوسری ترمیم کی گئی اور پہلے اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی کارروائی ایک ماہ سے بھی زیادہ چلتی رہی۔ یہ مرحلہ آیا اور گذر گیا اور پاکستان کی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ لیکن اس سپیشل کمیٹی کی کارروائی خفیہ رکھی گئی تھی اور یہ اعلان کیا گیا تھا کہ بعد میں اس کی کارروائی کو منظرِ عام پر لایا جائے گا۔ کئی دہائیاں بیت گئیں اور یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔

مئی 1995 میں اللہ وسایا صاحب کی طرف سے ایک کتاب شائع کی گئی جس کا نام تھا " تاریخی قومی دستاویز 1974 قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی۔" ۔ جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ہی ظاہر ہے، اللہ وسایا صاحب یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ سپیشل کمیٹی کی مکمل کارروائی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کتاب تو صرف 379 صفحات پر مشتمل تھی اور اتنی طویل کارروائی جو کہ صبح سے رات تک کئی روز چلی ہو اتنے صفحات میں نہیں سما سکتی۔ اس تضاد پر پردہ ڈالنے کے لیے اس وقت جو اس کتاب کے ساتھ جو مقدمہ شائع ہوُا تھا اس میں اللہ وسایا صاحب نے پڑھنے والوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ جب اس سپیشل کمیٹی کی کارروائی ہو رہی تھی تو اس وقت مولوی مفتی محمود صاحب، مولوی غوث ہزاروی صاحب اور مولوی عبد الحق صاحب سے جو اس کارروائی کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی تھیں ان کو اس وقت اللہ وسایا صاحب نوٹ کرتے رہے تھے۔ اور ان

نوٹس سے یہ کتاب مرتب کی گئی تھی۔ اور اس کتاب میں مولوی محمد حیات صاحب اور شریف جالندھری صاحب کی یادداشتیں بھی شامل کر لی گئی تھیں۔ اس مقدمہ کے آخر میں اللہ وسایا صاحب نے لکھا تھا۔

> "میں یہ تو عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ یہ تاریخی دستاویز قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی پر مشتمل ہے تاہم اگر کسی دن قدرت کو منظور ہوا اور یہ کارروائی حکومت نے شائع کر دی تو انشاء اللہ العزیز ہمیں اپنی دیانت پر اتنا اعتماد ہے کہ آپ کو سوائے اجمال اور تفصیل کے اور کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔"

دیانت پر اعتماد کی بحث تو ایک طرف رہی، اس کتاب کے سرورق پر تو یہ دعویٰ موجود تھا اور بعد کے ایڈیشنوں میں بھی مسلسل شائع ہوتا رہا کہ یہ مکمل کارروائی پر مشتمل ہے اور اندر مقدمہ میں خود ہی اپنے دعوے کی مکمل تردید کر دی کہ یہ مکمل کارروائی تو ہے ہی نہیں۔ جو زبانی یادداشت سے نوٹس لیے گئے تھے ان پر مشتمل ہے۔ مگر جب کتاب کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ایک اور رنگ سامنے آجاتا ہے۔ اس سارے مواد کو اسی طرح پیش کیا گیا ہے جیسا کہ حرف بحرف صحیح ریکارڈ پیش کیا جاتا ہے اور یہی تاثر دیا گیا ہے کہ جو کارروائی ہوئی تھی وہ حرف بحرف درج کی گئی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ کارروائی کی طوالت کے لحاظ سے مواد اتنا مختصر ہے کہ یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کو مرتب کرنے والے نے کسی وجہ سے اکثر مواد کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

جب یہ خبریں شائع ہوئیں کہ اب سپیشل کمیٹی کی کارروائی منظرِ عام پر آنے والی ہے تو "تاریخی قومی دستاویز۔ 1974 قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی۔" کو شائع کرنے والوں میں ایک بے چینی پیدا ہوئی۔ غالباً ان کے دلوں میں یہ خدشات پیدا ہوئے کہ اب اگر حکومت نے یہ کارروائی شائع کر دی تو اس کتاب کی حقیقت کھل جائے گی۔ چنانچہ اس خفت کے سدِباب کے لیے اللہ وسایا نے رسالہ "ختمِ نبوۃ" 16 تا 22 فروری 2012 میں ایک مضمون " قومی اسمبلی کا ریکارڈ اوپن ہو گیا" لکھا اور اس میں اپنی اس کتاب کی نوعیت کے بارے میں لکھا:

> " قادیانی جب اسمبلی کی کارروائی کا تذکرہ کرتے تو اس کا خلاصہ یا مفہوم (تاریخی قومی دستاویز) جو بھی آپ فرمائیں ان کے سامنے کیا جاتا تو دم بخود ہو جاتے۔"

ملاحظہ کیجیے۔ پہلے یہ دعویٰ کہ اس کتاب میں مکمل کارروائی ہے پھر یہ کہا کہ یہ اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ پھر اس طرح پیش کیا گیا جیسے یہ صحیح حرف بحرف کارروائی پیش کی جا رہی ہو۔ پھر سترہ سال بعد جب راز فاش ہونے کا خدشہ لاحق ہوا تو گھبرا کر یہ کہہ دیا یہ خلاصہ یا مفہوم تھا۔ یا آپ جو بھی کہیں اس کتاب میں کچھ نہ کچھ ضرور تھا۔ یہاں یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ اس کارروائی کے

باقاعدہ شائع ہونے سے قبل تو اس کتاب "تاریخی قومی دستاویز 1974۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی۔" کے مرتب کے پاس مکمل ریکارڈ نہیں تھا اس لیے اس نے خلاصہ کچھ نوٹس کی بنا پر شائع کر دیا۔ بس اتنی غلطی ہو گئی کہ یہ خلافِ واقعہ دعویٰ سرورق پر پیش کر دیا کہ یہ مکمل کارروائی ہے۔

لیکن جب یہ خبر عام ہوئی کہ یہ کارروائی شائع ہونے والی ہے تو اللہ وسایا صاحب نے ایک مضمون لکھا۔ اس وقت غالباً گھبراہٹ کی وجہ سے ان کے قلم سے کچھ اور حقائق بھی نکل گئے جو کہ اس کتاب "تاریخی قومی دستاویز۔ 1974 قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی۔" کے دیباچہ میں بیان کرنے سے گریز کیا گیا تھا۔ چنانچہ اللہ وسایا صاحب جریدہ ختمِ نبوت 16 تا 22 فروری 2012 میں لکھتے ہیں:

> "اس دوران رب العزت کے کرم کا معاملہ ہوا کہ جوہانسبرگ میں لاہوری گروپ کی طرف سے ایک کیس دائر ہوا۔ جوہانسبرگ افریقہ کے مسلمانوں نے رابطہ عالمِ اسلامی سے اس کیس کی پیروی کے لیے مدد مانگی۔ رابطہ نے پاکستان کے کے اس وقت کے صدر جناب ضیاء الحق سے اس کی پیروی کے درخواست کی۔ پاکستان سے بھاری بھرکم وفد افریقہ کے لیے گیا۔ اس میں پاکستان کے لاء سیکریٹری جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ صاحب بھی تھے۔

چنانچہ چیمہ صاحب کے ذریعہ وفد کو پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی وہ کارروائی جو آڈیو سے رجسٹروں پر منتقل کی گئی تھی۔ اس کی مکمل کاپی صدرِ مملکت کے حکم پر فراہم کی گئی۔ اس وفد میں عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے رہنمایان حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا عبد الرحیم اشعر اور بہت سارے حضرات شریک تھے۔ چنانچہ اس خصوصی کمیٹی کی انتہائی خفیہ کارروائی کی کاپی عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے ان رہنماؤں کو بھی میسر آگئی۔ کتاب فقیر نے مرتب کی تھی۔ وہ بلامبالغہ پچاس ساٹھ ہزار کے قریب چھپ کر دنیا میں تقسیم ہوئی۔ انگلش بنگلہ وغیرہ زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے اور بالکل یہی الفاظ حال ہی میں چھپنے والے اداریہ میں بھی درج کیے گئے ہیں (رسالہ ختم نبوت یکم ستمبر 2013)۔ کتاب "تاریخی قومی دستاویز۔۔۔" تو 1995 میں شائع ہوئی تھی اور مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بالکل واضح ہے کہ مکمل ریکارڈ اس سے کئی سال قبل جنرل ضیاء صاحب کے دور میں مرتب کے پاس آچکا تھا۔ جنرل ضیاء صاحب 1989 میں اس دارِفانی سے کوچ کر چکے تھے۔ اس پس منظر یہ سوال قدرتاً اُٹھتا ہے کہ اگر اس کتاب کے مرتب کے پاس مکمل کارروائی کئی سال سے موجود تھی، اس کے باوجود مرتب نے کارروائی کا نام نہاد خلاصہ کیوں

شائع کیا۔ اور پھر سرورق پر یہ خلافِ واقعہ دعویٰ کیوں درج کیا کہ یہ مکمل کارروائی ہے۔ اب جب کہ یہ کارروائی شائع کی گئی اور اصل حقیقت سامنے آگئی۔ تو مندرجہ ذیل دلچسپ حقائق سامنے آئے۔

1۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب "قومی تاریخی دستاویز" میں کارروائی کا 85 فیصد حصہ شائع ہی نہیں کیا گیا تھا۔ اس کتاب میں جماعتِ احمدیہ کے وفد سے کیے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات صرف 224 صفحات پر آگئے تھے۔ اور جب یہ کارروائی شائع ہوئی تو انہی دنوں کی کارروائی 1506 ایسے ہی صفحات پر شائع ہوئی ہے۔ جیسا کہ خود مرتب کے اعتراف سے ثابت ہے کہ مکمل کارروائی ان کی تحویل میں تھی۔ سرورق پر یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ مکمل کارروائی ہے اور اندر 85 فیصد کارروائی موجود نہیں تھی۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اصل کارروائی پڑھ کر مرتب اور ان کے رفقاء کا اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ ان کے مفاد میں یہی ہے کہ مکمل حقیقت سامنے نہ آئے۔

2۔ اس تبصرہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ وسایا صاحب نے جو 15 فیصد کارروائی شائع کی تھی وہ صحیح تھی۔ زیادہ لمبی چوڑی تحقیق کی ضرورت نہیں صرف سوال وجواب کی کارروائی کے پہلے روز یعنی 5 اگست کی کارروائی کا کا موازنہ کر لیا جائے تو یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ واضح طور پر تحریف کی گئی ہے۔ کوئی دو تین صفحات بھی ایسے نہیں جو کہ من وعن شائع کیے گئے ہوں۔ ہر تھوڑی دیر بعد اصل عبارت تو غائب ہے ہی بلکہ خود ساختہ اور تحریف شدہ طویل عبارتیں مذکورہ کتاب "قومی تاریخی دستاویز۔۔" میں شائع کی گئی تھیں۔ اس کتاب کو جعل سازی کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

3۔ اللہ وسایا صاحب نے یہ شکوہ کرنے کی موہوم کوشش کی ہے کہ قادیانیوں نے خوامخواہ بات کا بتنگڑ بنا لیا ہے کہ قومی اسمبلی میں غلط حوالے پیش کیے گئے تھے۔ اس کے متعلق ان کی شائع کردہ کتاب اور اب شائع ہونے والی کارروائی کا موازنہ کر کے ہر کوئی آزادانہ رائے قائم کر سکتا ہے۔ قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی میں جو حوالے دیتے ہوئے کتابوں اور اخبارات کے نام پڑھے گئے تھے اور جن صفحات کا حوالہ دیا گیا تھا وہ اور تھے اور جو اللہ وسایا صاحب کی کتاب میں درج کیے گئے تھے وہ اکثر مقامات پر بالکل مختلف ہیں۔ اور اصل عبارت کا فرق اس کے علاوہ ہے۔ فرض کریں اگر اصل کارروائی کے دوران کسی عبارت کے بعد یہ حوالہ دیا گیا تھا کہ "براہینِ احمدیہ جلد پنجم صفحہ 10" تو اس کو اسی طرح شائع ہونا چاہیے تا کہ ہر کوئی اس کتاب کو دیکھ کر اس حوالے کے بارے میں اپنی رائے قائم کر سکے۔ شائع کرنے والے کا یہ کام نہیں کہ اس کی جگہ کسی اور کتاب کا نام درج کرے یا صفحہ نمبر تبدیل کرے۔ یا روحانی خزائن کی کسی جلد کا حوالہ دے کر یا اوپر کی عبارت تبدیل کر کے اپنی مرضی کا تاثر پیدا کرنے کی کوشش

کرے۔ اگر وہاں پیش کردہ حوالے درست تھے تو ان کو تبدیل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور اگر وہاں پر پیش کیے گئے حوالے غلط تھے تو اس کتاب میں غلط حوالے کیوں پیش کیے گئے؟

4۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جب 1995 میں اللہ وسایا صاحب نے ایک مختصر کتاب شائع کی تو اس کے سرورق پر یہ دعویٰ پیش کیا کہ یہ مکمل کارروائی ہے۔ اور اب جب کہ قومی اسمبلی کی طرف سے یہ کارروائی شائع کی گئی ہے تو اپنے اس داریہ میں اللہ وسایا صاحب نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہ مکمل کارروائی شائع ہوئی ہے۔ حالانکہ جن دنوں کی کارروائی پہلی کتاب میں 224 صفحات پر آئی تھی وہ اب موجودہ اشاعت میں ان جیسے 1506 صفحات پر شائع کی گئی ہے۔ اگر موجودہ اشاعت صحیح ہے تو اللہ وسایا صاحب کی کتاب تحریف شدہ تھی اور مکمل کارروائی نہیں تھی۔ اگر اللہ وسایا صاحب کی کتاب مکمل کارروائی پر مشتمل تھی تو موجودہ اشاعت جعلی ہے۔ دونوں ایک وقت میں صحیح نہیں ہو سکتے۔

5۔ سپیشل کمیٹی کی جو کارروائی اب شائع کی گئی ہے وہ بھی مکمل کارروائی کی اشاعت نہیں کہلا سکتی۔ جماعتِ احمدیہ کا محضر نامہ اس کارروائی کا حصہ تھا اور دو روز میں اس سپیشل کمیٹی کے سامنے پڑھا گیا تھا۔ وہ اس میں شامل ہی نہیں۔ اس طرح اس اشاعت میں جماعتِ احمدیہ اصل موقف شامل نہیں کیا گیا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ مکمل اشاعت سے گریز کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہم اس کا فیصلہ پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں۔

6۔ البتہ ایک الجھن پڑھنے والوں کے ذہن میں ضرور پیدا ہوئی ہو گی۔ اور وہ یہ کہ 1989 سے بھی کئی سال قبل اس کارروائی کی کاپی اس کتاب "قومی تاریخی دستاویز۔۔" کے مرتب کے پاس موجود تھی۔ اور وہ اپنے مضمون میں خود اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور وہ خود لکھ رہے ہیں کہ اس کے نوٹس تو ان کے پاس 1974 سے ہی موجود تھے۔ اگر انہوں نے نام نہاد کارروائی تحریف کر کے شائع کرنی تھی تو یہ کام پہلے ہی کیوں نہ کر لیا۔ جب کہ اس دوران کئی مرتبہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ یہ کارروائی منظرِ عام پر آنی چاہیے۔ لیکن اس کتاب کے مرتب اور ان کے رفقاء بالکل خاموش رہے۔ اور پھر جنوری 1995 میں اس کتاب کو کیوں شائع کیا گیا؟ حالانکہ وہ یہ کام پہلے بھی کر سکتے تھے۔ اس کا ایک ممکنہ جواب ان کے حال ہی میں شائع ہونے والے مضمون میں موجود ہے۔ وہ یہ لکھتے ہیں:

> "ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا کہ قادیانی آئینی بل کا خفیہ آڈیو ریکارڈ بینظیر دور 1993 میں جل گیا تھا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ 1993 میں ان کو یہ اطلاع ملی تھی کہ قومی اسمبلی کی عمارت میں آگ لگنے سے ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے۔ اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ اس آتشزدگی میں اب آڈیو اور تحریری ریکارڈ دونوں ضائع ہو چکے ہیں۔ اور اگر تحریری ریکارڈ بچ بھی گیا تو یہ وہ مسودہ ہے جس کی نام نہاد تصحیح مولوی ظفر انصاری صاحب نے کی تھی۔ تب انہوں نے ایک کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا گیا ، جس کی حقیقت کے بارے میں پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے۔ نام نہاد مکمل کارروائی لکھنے میں اور اس کی طباعت میں کچھ عرصہ تو لگنا تھا۔ چنانچہ ان مراحل سے گذر کر یہ کتاب جنوری 1995 شائع ہوئی تھی۔ جب یہ خبریں منظرِ عام پر آئیں کہ کارروائی شائع ہونے والی تو عجلت میں یہ دعویٰ شائع کیا گیا اس کتاب میں کارروائی کا مفہوم بیان کیا گیا تھا۔

مضمون نگار نے اس بات کو بہت زور دے کر لکھا ہے کہ قادیانیوں نے تو اسے شائع کرنا نہیں تھا اور انہیں باوجود سر توڑ کوشش کے اس کی کاپی نہیں مل رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مدت ہوئی جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کی کارروائی انٹرنیٹ کی سائٹ پر مہیا کر دی گئی تھی۔ تا کہ ہر ایک اس کو ملاحظہ کر سکے۔ اسے http://www.proceedings1974.org ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اس اداریہ میں اللہ وسایا صاحب نے کافی بد کلامی کے ساتھ یہ الزام لگایا ہے کہ اصل میں یہ ہؤا تھا کہ قومی اسمبلی میں امام جماعتِ احمدیہ نے اٹارنی جنرل صاحب کو حوالے پڑھنے نہیں دیئے تھے۔ اور حوالوں کے صفحات کے نمبر پر ہی اتنی غیر متعلقہ بحث اُٹھا دی جاتی تھی کہ اٹارنی جنرل صاحب کو حوالہ پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے خاص طور پر یہ مثال پیش کی ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب نے سیرت الابدال کے صفحہ 193 کا نام ہی لیا تھا کہ قادیانیوں نے شور مچا دیا کہ اس کتاب کے تو صرف 16 صفحات ہیں۔ غلط حوالہ پڑھ کر احمدیت کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح اٹارنی جنرل صاحب حوالہ نہیں پڑھ سکے۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کی خطرناک چکر بازی تھی اور ممبرانِ قومی اسمبلی کو ان سے پہلی مرتبہ پالا پڑا تھا۔ اس لیے یہ مسئلہ ہؤا۔ اس کے بعد وہ یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ اصل میں جو حوالوں کے صفحہ نمبر پڑھے جا رہے تھے وہ حضرت مسیح موعود کی کتب کے مجموعہ "روحانی خزائن" کے پڑھے جا رہے تھے۔

یہ دعویٰ بالکل ہی بے بنیاد ہے کیونکہ اس کارروائی کی صدارت تو سپیکر قومی اسمبلی کر رہے تھے۔ اگر اٹارنی جنرل اتنے ہی بے بس ہو چکے تھے کہ انہیں حوالے پیش کرنے سے بھی روکا جا رہا تھا تو وہ سپیکر صاحب کو اس کی نشاندہی کر سکتے تھے۔ لیکن نہ ایسا کبھی ہؤا اور نہ ہو سکتا تھا۔ جہاں تک اس حوالے کا تعلق ہے تو ہم اصل حقائق پیش کر دیتے ہیں جن سے صورتِ حال بالکل واضح ہو جائے گی۔

اب جو کارروائی شائع ہوئی ہے اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سوالات کرنے والوں کے پیش کردہ حوالے مسلسل غلط نکل رہے تھے۔ اور اس کی وجہ سے کارروائی کے تیسرے روز ہی یعنی 7 اگست کو ہی یہ صورتِ حال پیدا ہو چکی تھی کہ خود سپیکر صاحب کو متنبہ کرنا پڑا کہ اب یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے اور کم از کم درست حوالے پیش ہونے ضروری ہیں۔ اس وقت جماعت کا وفد ابھی ہال میں نہیں آیا تھا سپیکر صاحب نے کہا کہ یہ وفد 6 بجے آ جائے گا۔ ہمیں ان کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہیے۔ کارروائی کی موجودہ اشاعت کے صفحہ 425 سے سپیکر صاحب کے معین الفاظ درج کر دیئے جاتے ہیں۔

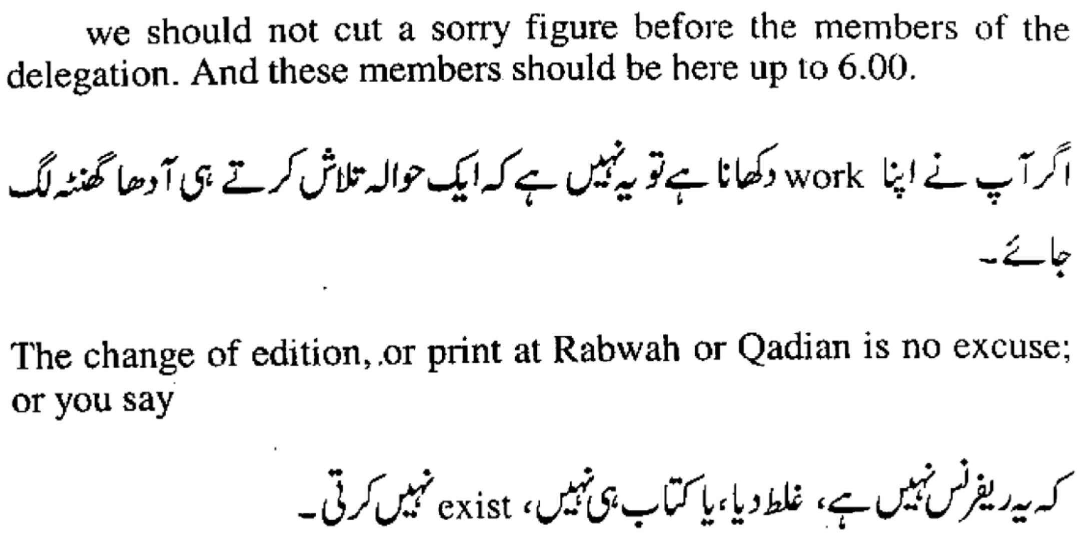

we should not cut a sorry figure before the members of the delegation. And these members should be here up to 6.00.

اگر آپ نے اپنا work دکھانا ہے تو یہ نہیں ہے کہ ایک حوالہ تلاش کرتے ہی آدھا گھنٹہ لگ جائے۔

The change of edition, or print at Rabwah or Qadian is no excuse; or you say

کہ یہ ریفرنس نہیں ہے، غلط دیا، یا کتاب ہی نہیں، exist نہیں کرتی۔

اس سے کچھ ہی دیر قبل اٹارنی جنرل صاحب نے سیرۃ الابدال کے صفحہ 193 کا حوالہ دیا تھا لیکن اس کارروائی کا صفحہ نمبر 411 پر کارروائی پڑھ کر دیکھ لیں ابھی نہ انہوں نے کوئی عبارت پڑھنے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انہیں اس حوالے پر کوئی اعتراض کر کے روکا تھا۔ بلکہ سپیکر صاحب نے ایک اور ممبر بھٹی صاحب کو کہا تھا کہ وہ یہ حوالہ نکال کر جماعتِ احمدیہ کے وفد کے سامنے رکھیں۔ لیکن جیسا کہ بعد کی کارروائی سے ظاہر ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکے تھے اور کس طرح یہ حوالہ نکالتے یہ کتاب تو کل 16 صفحات کی ہے۔ اور یہ کتاب روحانی خزائن کی جلد 20 میں موجود ہے اس جلد میں بھی یہ کتاب صفحہ 144 پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جعلی حوالہ پڑھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب سپیکر صاحب نے کہا کہ کتاب سے حوالہ نکال کر یہ حوالہ جماعتِ احمدیہ کے وفد کے سامنے رکھا جائے تو اس کا ارادہ ترک کر دیا گیا۔

اس کے بعد کئی روز گذر گئے اور اٹارنی جنرل صاحب نے یہ خود ساختہ حوالہ پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ حتیٰ کہ 20 اگست کی کارروائی کے دوران خود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو توجہ دلائی کہ وہ سیرۃ الابدال کے صفحہ نمبر 193 سے کوئی اعتراض پیش کرنا چاہتے تھے جو کہ نوٹ نہیں کیا جا سکا۔ اور پھر اس کارروائی کی موجودہ اشاعت کے صفحہ نمبر 879 کے مطابق حضور نے فرمایا:

> "۔۔۔وہ عبارت اگر پڑھ دی جائے صفحہ ۱۹۳ کی تو زیادہ اچھا ہے۔ ورنہ میں اس کے بغیر جواب دے دیتا ہوں۔"

ملاحظہ کیجئے کہ بجائے حوالہ پڑھنے کے اٹارنی جنرل صاحب نے کیا کہا۔ اس کارروائی کے صفحہ نمبر 880 کے مطابق انہوں نے یہ کہہ کر اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی کہ:

> "آپ اگلے سوال کا جواب دے دیں۔"

اس پر مذکورہ اشاعت کے مطابق حضور نے فرمایا کہ نہیں میں اسی کا جواب دے دیتا ہوں۔ اس کتاب کے کل 16 صفحات ہیں۔ ان سولہ صفحوں میں وہ کون سا ۱۹۳ صفحہ تلاش کیا گیا ہے جس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے شرمندگی سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی اور volume کا ہو گا۔ (یعنی روحانی خزائن کا صفحہ نمبر ہو گا۔) اس پر حضور نے نشاندہی فرمائی کہ جو کتابیں اکھٹی چھپی ہیں اس کی جلد کے بھی صفحہ نمبر 144 پر یہ کتاب ختم ہو جاتی ہے۔ اس پر اٹارنی جنرل صاحب بمشکل یہ ہی کہہ پائے:

> "نہیں ہے بالکل"

اس دوران جب یہ صورتِ حال پیدا ہوئی تو سپیکر صاحب کرسی صدارت چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ (ملاحظہ کیجئے صفحہ نمبر 880)

پڑھنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کیا اللہ وسایا صاحب کا یہ دعویٰ درست ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب سیرت الابدال کا حوالہ پڑھنا چاہتے تھے لیکن قادیانیوں نے انہیں یہ حوالہ پڑھنے نہیں دیا۔ حقیقت یہ ہے 7 اگست کو سپیکر صاحب نے انہیں کہا کہ وہ یہ حوالہ جماعتِ احمدیہ کے وفد کے سامنے رکھیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکے۔ پھر امام جماعتِ احمدیہ 20 اگست کو انہیں توجہ دلائی کہ وہ جو حوالہ پڑھنا چاہتے تھے وہ پڑھیں لیکن انہوں شرمندگی سے صرف یہی کہا کہ آپ کسی اور سوال کا جواب دے دیں۔ ہم نے صرف ایک مثال پیش کی ہے ورنہ ایسی صورتِ حال ہر روز کی کارروائی میں کئی مرتبہ پیش آتی تھی۔

یہ حقیقت ہے جسے اللہ وسایا صاحب نے قادیانیوں کی عیاری، دجل، چالبازی اور خدا جانے کیا کچھ کہا ہے۔ ہم نے صفحہ نمبر درج کر کے حقائق درج کر دیے ہیں۔ پڑھنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اللہ وسایا صاحب کا یہ واویلہ کس حد تک درست ہے کہ قادیانیوں نے شور مچا کر اٹارنی جنرل صاحب کو ضروری حوالے نہیں پڑھنے دیئے تھے۔ اور اس طرح صحیح حقائق سامنے نہیں آئے۔